مطبوعات

نوٹ: یہ حقیقت تو واضح ہے کہ ترجمان القرآن کے صفحات میں مطبوعات کے لیے بہت مشکل سے دو تین صفحات نکالے جا سکتے ہیں۔ کتب تبصرہ کچھ زیادہ ہی موصول ہوتی ہیں اور مختلف اصحاب اپنی اپنی کتابوں پر جلد تبصرہ کرنے کے لیے خط لکھتے ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ ایسے تقاضوں کو تیزی سے پورا کیا جا سکے۔ متعلقہ اصحاب (مؤلفین اور ناشرین) سے معذرت! (ف۔ ص)

صحیح مسلم

از امام مسلم بن الحجاج قشیری، نیشاپوری

اُردو ترجمہ، پروفیسر عبد الحمید صدیقی مرحوم

سابق مدیر ترجمان القرآن

ناشر: رحمانی پبلشنگ کمپنی - اچھرہ، لاہور

ضخامت و معیار: بڑے سائز کے ۶۱۳ صفحات

ٹائیٹل دبیز آرٹ پیپر۔ سفید کاغذ۔

کتابت و طباعت متوسط

قیمت: حصہ اوّل (کتاب الایمان) ۱۸/ روپے

ترجمان القرآن کے سابق ایڈیٹر برادرم عبد الحمید صدیقی نے ملت کے لیے جو گراں بہا علمی میراث چھوڑی ہے۔ اس میں سے ایک حدیث کے بلند پایہ مجموعے "صحیح مسلم" کا اُردو ترجمہ ہے۔

مسلمانوں کے لیے علم دین کی ضرورت ہر قسم کے حالات میں برقرار رہتی ہے۔ مگر خاص طور پر آج جب کہ پاکستان نے اسلامی نظام کی طرف قدم بڑھا دیے ہیں، یہ ضرورت اور بھی شدید ہو گئی ہے۔ اُردو زبان میں قرآن پر تو تراجم و تفاسیر کا ذخیرہ اب خاصا وزنی ہے، مگر حدیث کے دائرے میں جتنا کچھ کام ہوا ہے اُس سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انفرادی زندگی کے علاوہ، تعلیمی، معاشی، سیاسی اور دیگر بڑے بڑے اجتماعی

معاملات میں سنتِ نبوی کے ریکارڈ سے روشنی اخذ کیے بغیر ہم ایک قدم نہیں چل سکتے۔ اوّلین اہمیت صحاح ستہ سے استفادہ کو حاصل ہے، اور ان میں سے بھی بخاری و مسلم کے دو مجموعے بہت اونچا مرتبہ رکھتے ہیں۔ صحاح ستہ میں سے اگرچہ متعدد کتابوں کے تراجم ہو چکے ہیں۔ لیکن ان تراجم کی کمزوری یہ ہے کہ وہ ناشرین نے کاروباری بنیادوں پر کرائے ہیں۔ اور ان کی اشاعت میں بھی اغلاط بہت ہیں۔

بخلاف اس کے صدیقی مرحوم نے جو ترجمہ کیا ہے، وہ ان کے دلی تقاضوں کا نتیجہ ہے۔ پھر اس کی اشاعت کے لیے بھی رحمٰن پبلشنگ کمپنی نے بہتر معیار پیش کیا ہے۔

عرضِ ناشرین کے بعد بہت مفید مقدمہ دیا گیا ہے۔ ہوگا تو یہ مترجم ہی کے قلم سے، مگر اس کے سامنے نام نہیں لکھا گیا۔

ترتیب یوں ہے کہ صفحے کے بالائی حصے میں (اوسطاً ایک تہائی) عربی متن ہے، نیچے ترجمہ اس سے نیچے تشریحی اشارات۔ صفحات کے اس آخری حصے میں بعض لفظوں اور محاورات کی وضاحت، اصطلاحات کی تفہیم، رجال کا تعارف، مقامات اور دیگر اعلام کی معلومات یا ارشاداتِ نبوت کے واقعاتی پس منظر وغیرہ درج ہیں۔

ایک کمی یہ محسوس ہوئی کہ عربی متن اگرچہ متوسط اچھی کتابت سے دیا گیا ہے، مگر وہ اس حسن و خوبی تک پہنچتا جو جدید عربی ٹائپ میں پائی جاتی ہے۔ اسی طرح کتاب کو ۲۴ حصوں میں ماہانہ شائع کرنے کا پروگرام اگرچہ کم آمدنی رکھنے والے قارئین کے لیے خریداری کو سہل بنانے کا موجب ہو سکتا ہے، مگر ایک اعلیٰ درجے کی کتاب کا اتنے بہت سے اجزاء میں بٹ کر دو سال کے عرصے میں اشاعت پذیر ہونا کوئی بہتر صورت نہیں ہے۔ کاش کہ ناشرین اتنے سرمائے کا انتظام کر سکتے کہ صحیح مسلم دو جلدوں میں آجاتی۔ یا حد سے حد ۶ جلدوں میں۔ موجودہ جلد کی ضخامت کم ہونے کی وجہ سے وہ جلد بندی کے مصارف کی متحمل نہیں ہے اور ٹائیٹل کی موجودہ شکل اتنی عظیم کتاب کے وقار کے متناسب نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ٹائیٹل کی ڈیزائننگ کو بھی کتاب کی نوعیت کے مطابق سادہ و وقیع ہونا چاہیے تھا۔

آخر میں مجموعی تاثر یہی ہے کہ اردو میں شائع ہونے والے مجموعہ ہائے احادیث کے تراجم میں برادرم عبدالحمید صدیقی مرحوم کے ترجمے کو ایک خاص مقام حاصل ہوگا اور اسے شائع کرنے پر ناشرین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

ماہنامہ "فکر و نظر" اسلام آباد
(اشاعت ربیع الاول ۱۳۹۹ھ)
مدیر: شرف الدین اصلاحی
ضخامت: ۱۲۰ صفحات
چندہ سالانہ: ۱۵/- روپے
فی شمارہ ۱/۵۰ روپیہ

"ادارۂ تحقیقات اسلامی" (اسلام آباد) کا رسالہ پہلے سے ارباب فکر و نظر کے حلقوں میں متعارف ہے۔ پیش نظر شمارہ تذکرۂ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہونے کی وجہ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور غالباً ضخامت بھی زیادہ ہے۔ اس کے نگران ڈاکٹر عبدالواحد، اسٹے پوتا، ڈائرکٹر ادارۂ تحقیقات اسلامی ہیں۔

اداریہ (بہ عنوان نظرات) میں مختصراً مقام نبوت کو بڑی خوبی سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مرکزی مدعا یہ ہے کہ اگرچہ انسانی فطرت میں خیر و شر کے فہم اور شعور کی صلاحیت رکھی گئی ہے، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ "انسان مجرد اپنی فطرت کی بدولت نبی کی طرف سے دی ہوئی ہدایت کے بغیر صراط مستقیم کو پاسکتا ہے"۔

ارشاد شاکر اعوان صاحب کے مضمون "محامد محمدؐ ماقبل بعثت" میں بہت سی ایسی پیشگوئیوں کا تحقیقی بیان ہے جو حضورؐ کے ظہور سے پہلے اہل کتاب اور عربوں میں دائر و سائر رہیں۔ مضمون کے آخر میں فہرست مآخذ کا ہونا افادیت میں اضافہ کا باعث ہے۔

دوسرا اہم مضمون حکیم محمد یحییٰ کے قلم سے "عربی نعت کا ارتقاء" ہے، جس میں تیس شعراء اہل عرب کے علاوہ اس میں برصغیر پاک و ہند کے عربی نعت گووں کا ذکر بھی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ مثالیں دی گئی ہیں۔ مگر رسالے کے ظرف کی مجبوری سے بہت کم اشعار مضمون میں لیے گئے ہیں۔ مثلاً جناب ابوطالب کے طویل رجز یہ قصیدے میں سے واحد مشہور ترین شعر پیش کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ اتنی زور دار چیز ہے کہ اس میں سے کم سے کم سات آٹھ اشعار لازماً سامنے آنے چاہییں تھے۔ حضرت حسان کے دیوان میں سے بھی ایک نعتیہ قصیدے (اور ایک مرثیے) کا مختصراً اقتباس ہے۔ یہی صورت کعب ابن زہیر کی ہے — عربی زبان اور اس وقت کے معیار شعر کے لحاظ سے انتہائی زوردار قصیدہ کعب نے لکھا تھا۔ اس کا بھی تعارف پوری طرح نہیں ہوسکا۔ پھر شعراء کے فنی مقام اور ان کی نگارشات کے متعلق اظہار رائے بھی نہیں ہوسکا۔ اس کے لیے زیادہ صفحات درکار تھے۔ اقبال اور حب رسولؐ (کرم حیدری) نبی اکرمؐ کی سیرت طیبہ کے خال و خط (حافظ محمد ادریس) حضرت رسالتمآب کے مکاتیب (ڈاکٹر محمد ریاض) اچھے مضامین ہیں۔ مولانا فراہی کے متعلق مضمون کا تعلق سیرت نبوی سے نہیں، اگرچہ مفید چیز ہے۔ مجموعی طور پر یہ شمارہ بہت پسندیدہ ہے۔

یتیم پوتے کا حقِ وراثت

مؤلف: سید غلام احمد رضوی

ناشر: مرکزی انجمن خدام القرآن۔ لاہور

ضخامت: ۱۲۰ صفحات

قیمت مجلد ۵/ روپے

منکرین حدیث ملت کی فکری وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مختلف اشتقلے اٹھاتے رہے ہیں۔ کبھی نماز کے متعلق، کبھی حج اور قربانی کے متعلق، کبھی زکوٰۃ کے متعلق، کبھی ذبح کے متعلق (ایک صاحب نے بروئے قرآن مچھلی کو ذبح کرنا لازم قرار دیا تھا) پھر اجتماعی اُمور کے متعلق، مثلاً خدا و رسولؐ سے مراد وقت کا حاکم یعنی "مرکزِ ملت" ہے وغیرہ۔ اسی گرما گرمی میں انہوں نے یتیم پوتے کی وراثت کی بحث اٹھائی جو خاصے حلقوں میں مغالطہ انگیزی کا باعث ہوئی۔ ایسے جدت مآب حلقوں کے زیر اثر پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے سامنے ۱۹۵۳ء میں چوہدری محمد اقبال چیمہ نے ایک مسودۂ قانون پیش کیا جس کا مقصد یتیم پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو دادا کی میراث میں سے چچاؤں اور تایوں کے برابر حصہ دلوانا تھا۔ اس مسودۂ قانون کے خلاف متعدد مقالات شائع ہوئے۔ از انجملہ ایک مقالہ مولانا مودودی کے معاونِ خصوصی ملک غلام علی صاحب کے قلم سے سامنے آیا۔ ایک راقم الحروف نے لکھا، اور ایک سید غلام احمد رضوی ایڈووکیٹ گوجرانوالہ نے تحریر کیا۔

رضوی صاحب نے پہلا مقالہ دسمبر ۱۹۵۳ء میں شائع کرایا۔ پھر ان کا ایک مضمون مارچ ۱۹۵۴ء میں چٹان کے صفحات پر شائع ہوا۔ پھر ایک ضمنی بحث پر انہوں نے الگ استدراک لکھا۔ انہی مضامین کا مجموعہ اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

اس کتاب میں مثالیں دیتے ہوئے زید، بکر، عمر، کے ناموں کا جو استعمال کیا گیا ہے، وہ اپنے اندر ایک غلط پہلو رکھتا ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

واضح رہے کہ ۱۹۵۳ء میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی نے تو معاملہ گول مول کر دیا۔ مگر دورِ ایوبی میں جو عائلی قانون ۱۹۶۱ء جاری کیا گیا۔ اس میں نظامِ وراثت میں وہی تبدیلی کی گئی ہے جس کے خلاف سید غلام احمد رضوی اور دوسرے اصحاب نے آواز اٹھائی تھی۔ اب جبکہ سنجیدگی سے اسلامی قوانین و احکام کا اجرا پیشِ نظر ہے۔ نہ صرف وراثت کے موضوع پر، بلکہ دوسرے مسائل پر بھی گہرے تفکر سے نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ یہ پمفلٹ وجہ تحریک ہو گا۔